

اور مسلمانوں نے حضرة حسن رضی اللہ عنہ کے اک انداز پر سرقة و اپنے بھائی کا انطباق کیا اور اس سال کو "عام الجماعة" کے نام سے موسوم کیا اور مسودوی صاحب لفظ معاویہ میں اس طرح مبتلى ہیں کہ انہوں نے خلاف ائمۃ ترقیتہ میں اس سبقتہ انطباق کچھ اک انداز سے کیا ہے جیسے کوئی شخص زہر کا پایہ باول نخواستہ پی لے۔ چنانچہ وہ رفترازی ہیں کہ:

اکی لئے امام حسن رضی اللہ عنہ کی دست برداری [بنیع الاول]

کے بعد تمام صحابہ قتاب العین، وصلحتے امۃ نے ان کی بیعت پر الفاق کیا
اور اس کو "عام الجماعة" اس بناء پر قرار دیا کہ از کم باسی خانہ بگلی تو ختم ہوئی

[خلافت و ملکیتہ ص ۱۵۸] (باقی آئندہ)

(باقیہ از ص ۲۳۳)

اس سے ثابت ہوا کہ تمام ابتدیں اذین دو ای طور پر جنتی ہیں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوتے لکھتے ہیں :

"جو شخص قرآن پر ایمان رکھتا ہے۔ جب اس کے علم میں یہ بات آگئی کہ اللہ نے بعض بندوں کو دو ای صور پر جنتی فرمایا ہے قیامت کے حق میں جتنے بھی عصت ادا کیا ہے میں سب اقتطع ہو گئے کیونکہ اللہ تعالیٰ عالم العزیز ہے وہ خوب جانتا ہے فلاں بندہ سے فلاں وقت میں نیکی یا کنکاہ حاصل ہو گا۔ اس کے باوجود جب باری تعالیٰ یہ اعلان دیتا ہے کہ میں نے لے جتباً بنا دیا تو اسی کے سمن میں اسی بات کا اشارہ ہو گیا کہ اس کی تم لغزشیں معاف ہو گئیں۔ لہذا اکبری شخص کا ان مغفرہ بندوں کے حق میں لین ملین کرنا باری تعالیٰ پر اعتماد ادا کرنے کے متادت ہو گا۔ اس لئے کیاں پر اعتراض کرنے والا گریا یہ کہہ رہا ہے کہ یہ بندہ تو انہاں کا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو کیے جنتی بنا دیا اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ پر اعتراض کفر ہے۔ نقائل صحابہ داخل بیت ص

دفتر احرار حججاً و میلیکیون کی تفصیل

درالعلوم ختم نبوت اور دفتر بحیثیت احرار اسلام جامع مسجد حججاً و میلیکی میلی فون نصب ہو گیا ہے
حساب نمبر ۲۱۱۶ ہے۔ احرار کے سیکھیوڑی اخلاقیات و نشریات عبدلطیف خان پیغمبر سے دن
کے وقت صبیت ساتھ فون ۲۹۵۴ اور رات کے وقت فون نمبر ۲۱۱۷ پر بالطفاقم کیا جاسکتا ہے

اکڈبزیز حججاً و میلیکی منظم دفتر احرار - حججاً و میلیکی

کار و آنا اخلاق میں زل پر منزل

ترجمہ پارنس - نمائشہ ختنہ

دیو استبداد کی جمہوری قبا

۹ احرار کا رکنون اور دینی نمائندوں کا فرض

۹ موجودہ سیاسی حالات میں قومی اور ملکی مفادوں کے تقاضے

فَمَنْ كُنْتُ حِكْمَةً فَهُمْ بُرْتَ إِبْرَهِيمَ شَرِيفَ حَفَظَهُ اللَّهُ صَنَعَ رَحِيمَ يَارِخَانَ كَانَ فَرَغَتِيَّ دُورَهُ

گزر شستہ ماہ قائد تحریک ہم ختم بنتے ابھی امیر شریعت سید عطاء الرحمن بخاری سے مذکولہ
نے ضلعہ ریشم یا غان میں ہفتہ بھر کے تبلیغی دورہ میں یاہ رائجھے والا قیصر جو یاہنے بھتے مولیاں
بستھو فرمایا۔ بدی تشریفیتے بستھو میرک اور صادقیتے آباد میھے احرار کا رکنوتے اور
شہریوں کے مختلف اجتماعات پر سے خطاب ہے کیا۔ آپ کے خطبات کی تفہیص پڑیتے ہاریں ہے
(اہل اہر)

آج کل فیضیں بن جیکا ہے کہ لوگ اپنے بونے تک کو مبارکونا کہ کاٹھ بنا نے کے لئے حکما نوں کی مخالفت ضروری
اور بشاری دلیل بھکتے ہیں پورا کو غرض بہت ہی مذموم اور مکروہ ہے اس لئے اس کے تابع بھی مذموم و مکروہ نہ کلتے
ہیں۔ فساد، ننگہ، مارٹیٹ، اقتل و مغارت گری اور نفرتیں کا پیشہ ناک تصور دلوں میں وھڑک رہا ہے۔ لوگوں نے
بن جمہوریت زادوں سے یکجا، اسے یاد کیا اور اب آدمخوا سنا رہے ہیں جسے سننے کی جمہوری دوڑیوں میں ہست
رکلتے ہیں ہے۔ اسی جمہوری لکھ کوئی کی رسیں ہیں بعض لوگوں۔ نہ دینی مسائل میں بھی یہی سوتیا نہ لب دلچسپ اپنا لیا
ہے۔ اور وہ بیان تک دریہ دین ہرگز ہیں کہ امت کے دینی اسلام حثیت حضورصلی اللہ علیہ وسلم کے باسے
ہیں بھی گفتگو کرتے ہوئے اسی تدریج تدریج ہر جاتے ہیں کہ ادنیٰ غلبہ کی ہوئے بیز نہیں رہ سکتا۔ اسی پر مستزاد
یہ کہ ان جمہوری جانزوں کا تناقض ہے یہ تو ابے کہ جو کچھ وہ کہہ دے ہوئے ہیں اسے نکل سے سنا بھی جانے

امروں سے سلسلہ جریح و قریح کو جاری بھی رہنے دیا جائے کہ اب جمیوری درستے اور یہ تلقید ان کا جمیوری حق ہے حالانکہ ایسی گفتوں تو کافر دین سے منباہی قبول نہیں کرتے پھر جو یہ کھد مسلمان ایسا سب دلہم اختیار کریں۔ میں بھتائیں ہیں۔ یہ سا اپنے جمیوری مزاج کی پیداوار ہے اور جمیوری مزاج یہ ہے کہ جو کچھ مرام کرنا پا ہیں انہیں کرنے دیا جائے جو کچھ عوام پسند کریں اسے مستند سمجھا جائے جس علی جس اداز اور جس اب وہیج کے ذریعہ وہ ماحول کی تبدیلی چاہیں وہ تابون کے طور پر مان لیا جائے اسے درکار نہ جائے اور جرود کے سس کے بارے میں بھائے جا کر عوام نے اسے ”تلقید“ کر دیا ہے ۔ اور اگر یہی روایت عوامی منتشر ہے تو کیا اسلام میں بھائیک روایت معتبر ہے؟ ظاہر ہے کہ قرآن و حدیث اور نبی خلیل و سیرت نبی یہ روایت کہیں بھی اور کسی درستی بھی وہ اعتبار حاصل نہ کر سکا۔ جمیوری مزاج اور دینی مزاج میں یہی بنیادی فرق ہے کہ دین اپنے مانند والوں سے تبدیلی مزاج کا مطلب کرتا ہے اور بے چون اعلیٰ حدت کا حکم دیتا ہے اور جمیوریت اپنے مانند والوں کے مزاج کے ماتحت خود تبدیل ہوتی ہے اور عوام کی اطاعت کر لے جائے جس کا تجویز ہے کہ عوام کے اخلاق سماجی بعدیہ مگر بطور ادب میشی زندگی، اعلان عبادات، معاملات، جنہیں کر عقیدہ بھی بگوئے چلے جاتے ہیں تھہر اور اکاؤنٹ نام کو نہیں ملتا۔ یعنی مزاج اور اعلیٰ حدت سے خود عوام اور جنگل کے جیوانوں میں محروم سا فرق ہے کہ وہ بھی اپنی خواہشات کی زخمیوں میں جکڑا ہو رہے مگر خود کو ازاں اور کھٹا ہے اور جمیوری حیران بھی تکمیل خواہشات کے نت نتے بدلتے موسویں میں پابندی کو آزادی کی جھٹاہے اور زمانہ بند حاشر کر جو دینی اعلیٰ حدت کو پابندی اور بلا ٹے جان بھٹاہے۔ جمیوریت کو تابون نہیں کر سکتی اور نظام ریاست کے طور پر قبولي کر سکتے کہ میاںی دکارانی کا ناقوس بجاتا ہے، حالانکہ کامیاب نام ہے صحنی و نراغی ترقی کا، میشی و معاشر قحطانی کا۔ اخلاقی تہذیبی ریوں کے ارتقا کا، جیسا دات، معاملات اور اتفاق دات یہی رسمخ کا، انسانی خدمت اور انسانی بحدودی کا ۔

کامیابی تو یہ ہے کہ تمام انسانی سماج کو برابری اور براوری کے رشتہ شرافت میں پردازیا جائے۔ اور یہ دینی زرخیزی کی تہذیب و ترویج کے بغیر نکلنے ہی نہیں۔ آج کی دنیا کا معاشرہ اسی نجت سے نہ صرف یہ کہ یکسر خود میں بلکہ اس کے خلاف عام خواہشوں میں تھہر اہوا اور انسانی حزن سے ت پت ہے ۔ حرص، لالج، خود غرضی حسد سافقت، جحدیت، علاڑ، فربت، حوصلہ، تھل و غارت گری، بوٹ، کھوسی، سازش، نفرت، بغض، عمارت، زنا، شرکا، در جو ایسی ڈوبائیا معاشرہ جمیوری معاشرہ کہلاتا ہے ۔ اور وہ ایسی باز رکا نافق داشت در ادبیں باز رکا نشکا، جاریح اور ملکیں دشمن داشت در کا دنوری اس سماشرت، تہذیب، اخلاق و تہذیب اور سماجی ریوں کو جائز اور درست مانتے ہیں ۔ یہ دونوں دینی مزاج و دینی اخلاق دینی پلکوں کے دشمن ہیں۔ ان میں سے سیلا دشمن دینی قوتی کو ہلاک کرنے

بیان زیادہ مہابت رکھتے ہے کہ یہ اپنی کافی اور ناپاک زبان سے اسلام اسلام کی رٹ گھانہ رہتا ہے اور خوب ساختہ سماجی غربی رسوم کی بجا آمدی سے رکی مذہبی پیشوں تھت کے ایمروں کو نہ صرف مطہر ہوتا ہے بلکہ مذہبی رسکی مولوی اسی خاتمت کی پیشہ میں اُس کا اس سلفتی داشت دروٹھن کا پہنوا ہو جاتا ہے اور اپنی نام ترح امام کاریوں اور حرام خدو یا پرپرده ڈالنے کے لئے بائیں بازدہ کے چھانکلے دیگن داشت درگوکیونٹ مہریہ ملکر خدا و مکاریوں کیتا رہتا ہے اور یہ رسکی مولوی خوشی خوشی اپنی محاشی پر شیانیاں دو کرتا رہتا ہے اور ہمتوں اُن کا مذہبی فلسفہ ادا کر کے سرفراز ہوتا ہے پاکستان کے ۶۷ء میں اسی سلفتی داشت اور داشت دروٹن کی چابکستی پر پچھے گراہ ہیں کہ اس سلفتی داشت دروٹنے دائیں بازدہ کے حقنے میں تمام دینی روایات پر ظالماً تنقید کی اور اس کی یہ تنقید زبان زد عوام ہوئی کہ حکمران بھی دینیں بازو کا سلفتی تھا اور اس نے عمل الہ اعلان دینی روایات کا نہ چڑھایا، انہیں پاہا کیا — اور خوام کی حیات بھی ماحصل کی اور پھر سرکاری پرائیڈنگ علی الاعلان دینی روایات کا نہ چڑھایا، انہیں پاہا کیا کہ سرپرستی میں اندرونیں ملک اور بیرون ملکا یہ باور کیا گیا کہ یہ عوام کی آزادی ہے، عوام کی خواہش ہے، عوام کا فیصلہ ہے۔ لیکن یعنی چاہت اور فیصلہ جب عوام نے بائیں بازدہ کے حق میں کیا تو اس کو خود اسلام کی جگہ کا نام دے دیا گی اور حسب روایات دائیں اور بائیں بازدہ کی جگہ اندھار میں مذہبی عنصر، بائیں بازدہ سے بھر گئے بلکہ بھر گئی یعنی گئے بنتجھتہ بائیں بازدہ کو نہ سخت کا سامنا کرنا پڑا، عوام و خواہیں نے بائیں بازدہ کو خداش نہ رکھتے کی طرح نہم چاہئے کے لئے چھڑ دیا۔ پاکستان میں تین بڑے اسی قسم سے ہوتے۔ ساتوں دہائی میں بھروسہ صاحب نے تیکم پاکستان کے امریکی درویش فارم سے پر عمل کیا اور مسلم لیگ پاکستان کو عوامی پاکستان میں دفعاً دیا اور سات سال اسی جمیوری قبائل کلکر کو بیس بلا شرست غیرے گزار دیتے اور اپنے استبدادی دیوکا برپہ رقص کرایا، عوام و خواہیں شیطانی درویش میں عربج پر پہنچنے تو دائیں بازدہ کی سیاسی ٹیکنیک نے ایکشن میں لٹکر گلکو اتار کے ایکشن رکھا۔ ایکشن میں انہی عوام نے بھروسہ صاحب کو چاروں شانے چت کر دیا، تو بھروسہ صاحب کے اندر کا چاگیر در بھڑک اٹھا، اور اس نے انہی عوام کا فیصلہ درکرو یا جنبوں نے، مالا، پسلے ان کے حق میں فیصلہ دیا تھا انہی عوام کا فیصلہ اب قبل نہیں ہے۔

دائیں اور بائیں بازدہ کے سیاست کا درم کی یہ اعلیٰ میں چانیں تو عوایت ہے۔ لیکن جو لوگ دین کی بات کریں تو اس کو مطلقاً کہا جاتا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جو لوگ دین و شریعت کی بات کرتے ہیں کیا وہ عوام نہیں ہیں۔ ہے؟ ان کی خواہش عوام کی خواہش نہیں ہے؟ ان کا فیصلہ عوام کا فیصلہ نہیں ہے؟ ہے مطلقاً ہے؟ یا یہ خونخواریت یا یہ دفیا نویست ہے؟ یہ بھی تو عوام ہی مانگتے ہیں۔ رجھوں کیوں نہیں کیا جاتا؟ عوام کو کیوں نہیں دیا جاتا۔ چند بد معافش سیاسی دوسروں چاگیر ماروں اور صنعت کاروں کی سیاسی حکمت میں

کو عزم پر منظر کے لیے عوامی فیصلہ کیا جاتا ہے اور غیر بس پیسے ہرئے طبقوں کی دینی امداد کر دیتے اور کچھ نئے نئے دینی اور رائی کے منافق عل کرائے ملادار ملکیت نہیں پیشوائیت کا نام دے کر بربری حالت پر منظر حکمت علی اور بربری حالت سرمائی کے طاقت سے کپل دیتے ہیں۔ لیکن بب اپنی گرد نوں میں استبداد کا رستہ نہ ہو جاتا ہے تو چنانے لگ جاتے ہیں کہ یہ اسلام کے خلاف سازش ہے۔

پاکستان سے چاروں صلک کے سیاسی علماء نے جوہری نظام ریاست پر پھر تصدیق ثبت کر دی ہے، علمائے اپنے عمل سے ثابت کر دیا ہے کہ وہ جوہریت پر فتح ہو سکتے ہیں اسلام پر ان کا اتفاق ممکن نہیں۔

اب اگر علماء اسلام کی بات کریں تو وہ اسی بزرگ نمائیں نہیں۔ پی پی کی کامیابی کے ذمہ دار بھی یہی سیاسی علماء ہیں خصوصاً وہ سیاست دان اور علماء جو گیارہ سال سے مسلسل ایک عورت کی سیاسی قوت اور اس کی سوجہ بد جھ سے فتح اندر ہوتے رہے ہیں۔ پاکستان میں عورت نے ایک ہی جست میں یہ مقام حاصل نہیں کیا بلکہ ماذن یونیورسٹائز طبقہ نے تیریک ارتقاۓ عمل سے عورت کو یہ مقام دلایا ہے جس کی پشت پناہی پاکستان میں نام ہوتے دادی ہنزاڑت نے کی خصوصاً ایوب اور مجھٹو در حکومت میں باقاعدہ خصوصی بندی سے عورت کو سیاسی قوت بنایا گیا اور یہ تمام کارروائی سامرا جیوں کی پس منظر طاقت کے سہارے ملیں لائی گئی ہے۔ ضیاء الحق شہید کے درمیں سامراجیوں کی اعلانیہ مدد اسے عورت کو سیاسی صد و جذر میں دھکیلا گیا اور سیاسی علماء نے مذاہت سے کام لیتے ہوئے اس امریکی پروگرام کے خلاف بیان کیا اور پاکستان میں عورت کے حقوق عورت کی حیثیت چل نکل جس سے عوامی مزاج تسلیم پاتا گیا۔ اب علماء اور دینی بازدھ کے سیاسی حاشیے پیچاڑ ہے ہیں کہ عورت سربراہ ملکت نہیں بن سکتی۔ میں پوچھتا ہوں ماہنی قریب میں علماء اور سیاست دان جو کچھ کرتے رہے اب اس کا نیجہ کیا تہذیب نہیں کرتے ہیں میں کہتا ہوں اگر عورت کا سربراہ ملک بننا حل ہے گناہ ہے تو اس کے مجرم علماء اور دینی بازدھ کے سیاست دان ہیں۔ پاکستان میں اپر اپنے اگر کامیڈی دو من مومنت وغیرہ تنظیمیں تم دینی بازدھوں نے بنائیں اور سیاسی علماء نے تہاری ہر پرسنل کی علماء جوہریت تبلیغ کرتے ہیں مگر جوہری فیصلہ تہذیب نہیں کرتے۔ پھر انہیں اسلام یاد آ جاتا ہے، اسلام الکشن سے نہیں تبلیغ اور جہاد سے قوت حاکم بن سکتا ہے وہ لوگوں سے اسلام کی الف بھی نہیں آ سکتی۔ الکشن سرمایہ داروں کا کھیل اور کاروبار ہے۔

جیسے احرار اسلام اسی نے ان منافق سیاسی حرام کاروبار کے خلاف بر سر بیکار ہے۔ نہ دیاں بازو،